102331 ـ بیوی سے کہا اگر میں تجھے گھر واپس لاؤں تو تجھے طلاق

سوال

میرا اور خاوند کا جھگڑا ہوتا ہے اور مجھے وہ گھر سے نکال دیتا تو میں اپنا سامان اٹھا کر جانے کے لیے نکلتی ہوں اور خاوند نہیں چاہتا کہ میں گھر سے جاؤں تو وہ مجھے طلاق کی دھمکی دیتے ہوئے کہتا ہے:
" اگر تم گئی تو تمہیں طلاق " تو میں گھر سے نہ جاؤں تین بار ایسا ہو چکا ہے، آخری بار جب اختلاف ہوا تو میں نے اپنا سارا سامان اکٹھا کیا اور کہا: میں گھر سے چلی جاؤنگی تو وہ کہنے لگا:
میں تجھے تیرے میکے بھیج دونگا، لیکن اگر میں تجھے واپس اپنے گھر لایا تو تجھے طلاق، یعنی وہ مجھے اپنے گھر واپس نہیں لانا چاہتا تھا، تو میں چلی گئی.
میرا سوال یہ ہے کہ: اس قول کا حکم کیا ہے ؟ وہ مجھے اور میرے بچوں کو چاہتا ہے، لیکن میں اس قسم سے خوفزدہ ہوں آیا اس پر قسم کا کفارہ ہے، یا کہ میں کسی اور شخص کا انتظار کروں جو مجھے میرے گھر واپس لے کر جائے، یہ علم میں رہے کہ اس نے غصہ کی شدت کی بنا پر یہ نیت کی تھی کہ اگر وہ اسے اپنے گھر واپس لایا تو طلاق ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مسلمان شخص کے لیے مشروع ہے کہ وہ میاں بیوی کے جھگڑے میں طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ اس کا نتیجہ اور انجام بہت خطرناک ہے، بہت سارے آدمی طلاق کے معاملہ میں کوتاہی برتتے ہیں، اور جب بھی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا طلاق کی قسم اٹھا لیتے ہیں.

جب بھی کسی دوست کے ساتھ جھگڑا ہو طلاق کی قسم اٹھا لی.... تو یہ کتاب اللہ کے ساتھ کھیل ہے، اور پھر یہ دیکھیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دینے والے شخص کو کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا شمار کرتے ہیں تو پھر جو شخص طلاق کو اپنی عادت ہی بنا لے اس کے متعلق کیا خیال ہو گا، کہ جب بھی وہ اپنی بیوی کو کسی چیز سے روکنا چاہتا ہو یا پھر کسی کام پر ابھارنا چاہییے تو طلاق کی قسم اٹھا لی ؟!

امام نسائی رحمہ اللہ محمود بن لبید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارہ میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم غصہ میں آ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

" کیا وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل رہا ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں! حتی کہ ایك شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اسے قتل نہ کر دوں ؟ "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کے رجال ثقات ہیں " ا ھـ

علامہ البانی رحمہ اللہ نے غایۃ المرام (261) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ لوگ جو ہر بڑی اور چھوٹی چیز میں اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ نکالتے ہیں بے وقوف اور کم عقل ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مخالف ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" جو کوئی بھی قسم اٹھانا چاہتا ہے تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2679).

اس لیے جب مومن قسم اٹھائے تو اسے اللہ عزوجل کی قسم ہی اٹھانی چاہیے، اور پھر قسم کثرت سے نہیں اٹھانی چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو المآئدۃ (89).

اس آیت میں من جملہ تفسیر یہ گئی ہے کہ کثرت سے قسمیں مت اٹھاؤ.

رہا مسئلہ طلاق کی قسم اٹھانے کا مثلا: اگر تو نے ایسا کیا تو مجھ پر طلاق، یا تم ایسا نہ کرو مجھ پر طلاق، یا اگر میں نے ایسا کیا تو میری بیوی کو طلاق، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق اور اس جیسے دوسرے الفاظ کہنا تو یہ اس راہنمائی کے ہی خلاف ہے جس کی ہمیں رسول کریم صلی اللہ نے راہنمائی دی ہے " انتہی

ماخوذ از: فتاوی المراۃ المسلۃ (2 / 753).

دوم:

آپ كے خاوند كا يہ كہنا: اگر تم گئى تو تمہيں طلاق، يا ميں تمہيں تمہارے ميكے بھيج دونگا اگر واپس لايا تو تمہيں طلاق، يہ شرط پر معلق طلاق ہے، اس ميں خاوند كى نيت كا اعتبار كيا جائيگا.

اگر خاوند كى نيت تھى كہ بيوى كے جانے كى صورت ميں طلاق ہوگى، يا پھر واپس لانے كى صورت ميں طلاق كى نيت ركھتا تھا تو طلاق واقع ہو جائيگى.

اور اگر اس كى نيت طلاق نہ تھى بلكہ اس نے صرف آپ كو روكنا چاہا تھا تو اس كا حكم قسم والا ہے، اگر بيوى گئى يا وہ خاوند كو واپس لايا تو خاوند پر قسم كے كفارہ كى ادائيگى لازم آئيگى، اور اس سے طلاق واقع نہيں ہوگى.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" راجح يہى ہے كہ جب طلاق قسم كے معنى ميں استعمال كى جائے مثلا كسى آدمى كا اس سے مراد كئى چيز پر ابھارنا يا پھر كسى چيز سے روكنا يا تصديق كرنا يا تكذيب كرنا يا تاكيد كرنا مراد ہو تو اس كا حكم قسم كا ہوگا.

كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے نبى (صلى اللہ عليہ وسلم) جس چيز كو اللہ نے آپ كے ليے حلال كر ديا ہے اسے آپ كيوں حرام كرتے ہيں ؟ (كيا) آپ اپنى بيويوں كى رضامندى حاصل كرنا چاہتے ہيں، اور اللہ بخشنے والا رحم كرنے والا ہے، تحيقيق اللہ تعالى نے تمہارے ليے قسموں كو كھول ڈالنامقرر كر ديا ہے، اور اللہ تمہارا كارساز ہے اور وہى پورے علم والا حكمت والا ہے التحريم (1 - 2).

تو اللہ سبحانہ و تعالى نے تحريم كو قسم بنايا ہے، اور اس ليے بھى كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" اعمال كا دارومدار نيتوں پر ہے، اور ہر شخص كے ليے وہى ہے جو اس نے نيت كى "

اسے بخارى نے روايت كيا ہے.

اور اس شخص نے طلاق كى نيت نہيں كى، بلكہ قسم كى نيت كى ہے، يا پھر قسم كے معنى كى نيت كى، چنانچہ جب وہ اس كو توڑےگا تو اس كے ليے قسم كا كفارہ كافى ہوگا، يہى قول راجح ہے " انتہى

ديكھيں: فتاوى المراۃ المسلمۃ (2 / 754).

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص نے اپنى بيوى سے كہا: مجھ پر طلاق تم ميرے ساتھ اٹھو، ليكن وہ اس كے ساتھ نہ اٹھى تو كيا اس سے

طلاق واقع ہو جائیگی ؟

کمیٹی کے علما کا جواب تھا:

" اگر تو اس کا مقصد طلاق دینا نہ تھا، بلکہ صرف بیوی کو اپنے ساتھ جانے پر ابھارنا مقصود تھا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، صحیح قول کے مطابق خاوند پر کفارہ لازم آ ئیگا.

اور اگر خاوند کا مقصد طلاق دینا تھا اور بیوی نے اس کی بات نہ مانی تو اسے ایك طلاق ہو گئی ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (20 / 86).

سوم:

اس لیے اگر خاوند کی نیت طلاق تھی جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو آپ کے خاوند کے اس قول " اگر میں تجھے واپس لایا " میں نیت دیکھی جائیگی اگر تو اس کا مقصد اور نیت یہ تھی کہ وہ خود نہیں لائیگا لیکن اس میں کوئی دوسرا آپ کی مدد کرے تو اس میں کوئی مانع نہیں، یا پھر آپ خود ہی واپس آ جائیں، تو آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوسرے کے ساتھ واپس چلی جائیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی.

اور اگر آپ کے خاوند کا ہر حال میں طلاق کا مقصد تھا کہ چاہے وہ خود آپ کو لائے یا کوئی اور یا پھر آپ خود واپس آ جائیں تو ایك طلاق رجعی ۔ اگر یہ پہلی یا دوسری ہو ۔ واقع ہو جائیگی، اور دوران عدت خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے.

چہارم:

اگر آپ کے خاوند نے یہ بات غصہ کی حالت میں کی تھی تو پھر اس صورت میں غصہ کی شدت اور درجہ دیکھا جائیگا جیسا کہ سوال نمبر (45174) اور (82400) کے جواب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .